مختصر حالاتِ زندگی

رحمتہ اللہ علیہ

الحاج فقیر میاں عطاء اللہ ساگر وارثی

روضہ مبارک

حاجی حافظ سید وارث علی شاہ

ضلع بارہ بنکی دیوہ شریف۔ یوپی

از قلم: میاں غلام فرید وارثی

تحریر میاں غلام فرید وارثی

غور و فکر، ترتیب حاجی میاں خالد وارثی

ناشر میاں شہزاد ساگر وارثی

کمپوزنگ حجاز بیسمنٹ ستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور

(کمپوزر) محمد ظفر اقبال حضرت کیلیانوالہ

تاریخ اشاعت 7 مارچ 2000ء

مقام اشاعت کاشانہ الوارث مکان نمبر 37-S-49

پاک اسٹریٹ اسلام آباد کالونی

سمن آباد لاہور کوڈ۔ 54500

۷۸۶

حق ۷۰۷

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت ست بر جریدہ عالم دوام ما

(جس کا دل عشق الٰہی سے زندہ ہو گیا وہ کبھی نہیں مرے گا یہ ہماری دائمی کتاب عالم (لوح محفوظ قرآن) میں لکھا ہے۔

"ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے" (القرآن)

مالک کل کا نظام فطرت ہے انبیاء کرام سے لے کر جملہ صحابہ کرامؓ اور بعد میں اولیاء اللہ نے بھی اپنے مالک کی رضا کے لئے ایک جان کو حقیر سی چیز جانا اور سر تسلیم خم کیا۔

"ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے" (القرآن)

پس ایک ذات ہے وہ ہے مالک کل کی ذات جو ازل سے ہے اور ابد تک قائم رہے گی جو کوئی اس دنیا میں آیا وہ ایک مقررہ وقت تک آزمائش کے مراحل سے گزرا۔ کسی نے اس آزمائش کو غفلت میں گزار دیا اور کچھ پاک طینت روحوں نے مالک کل کے ذکر و فکر، قرآن و سنت کے مطابق اپنے نفس کی بھرپور طریقے سے مخالفت کر کے اپنی زندگی کو حیات جاوداں میں تبدیل کر دیا۔

کشتگانِ خنجر تسلیم را

ہر زماں از غیب جانے دیگر است

انہی میں سے ایک نام حاجی فقیر میاں عطاء اللہ ساگروارثی علیہ الرحمۃ کا ہے جنہوں نے اپنی تمام عمر ایک دائرہ کے گرد بسر کر دی۔ اپنی وضعداری کو ہمیشہ

قائم رکھا۔ اس میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہونے دی۔ جن دوست احباب کو ان کی شخصیت کے متعلق علم تھا ان کے لئے یہ باتیں حیران کن نہ ہوں گی۔ مگر وہ لوگ جو دنیاوی روپ میں آکر ملے تھے بے خبر ہی رہے۔

سیدؒ تم آفتاب وفا ہو خدا گواہ
ناقص ہے جس کو شک ہے تمہارے کمال میں

انہوں نے فقیری اور سفید پوشی میں زندگی گزاری دی۔ اپنی ذات کو پس پردہ رکھا اور فقیروں کی خدمت میں لگے رہے۔ لوگوں کا یہ معمول رہا ہے کہ کسی شخص کی کرامت دیکھے بغیر اس کو نہیں مانتے، مگر فقیر تو عشق کی آگ میں جل چکا ہوتا ہے۔ ان کی ہر بات اور ادا ہی کرامت ہوتی ہے۔ جیسے اس سال ۱۴ نومبر ۱۹۹۹ء سرکار وارث پاکؒ کے سالانہ عرس پر برخوردار میاں خالد وارثی کو مخاطب کر کے فرمایا "حاجی صاحب ختم شریف شروع کریں" اس بار اہل نظر سمجھ گئے آئندہ سال عرس مبارک پر میاں صاحب ہم سے جدا ہو جائیں گے۔ دیکھنا اس بات کا ہے کیوں اس دفعہ خصوصی طور پر برخوردار کو بلوایا۔

آج کی بات پھر نہیں ہو گی
یہ ملاقات پھر نہیں ہو گی
ایسے بادل تو پھر بھی آئیں گے
مگر ایسی برسات پھر نہیں ہو گی

بابا میاں نتھا کے ہاں بابا رحمت علی چشتی صابریؒ ۱۹۰۲ء میں ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ آپ قوم کے راجپوت گوت گروڑا منہاس تھے۔ یہ گھرانہ شروع

سے ہی فقیرانہ تھا۔باباجی خود تو حضرت خواجہ محمد دیوان" چشتی صابری کے خاص مریدین سے تھے اور انہیں کے نقش قدم پر چلتے رہے اس گھرانے پر حضرت خواجہ محمد دیوان" چشتی صابری کی خاص نظر کرم تھی۔ یہی وجہ تھی انہوں نے حضرت بابارحمت علی چشتی صابریؒ کے تمام لڑکوں کے نام خود ہی تجویز کئے۔ میاں عطاء اللہ ساگر وارثیؒ نے ۱۹۳۵ء میں اس گھرانے میں آنکھ کھولی باباجی کی اولاد میں پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ جن میں سے ایک بڑا لڑکا اور دونوں لڑکیاں وفات پاچکی ہیں۔

جب میاں ساگر وارثیؒ ساتویں جماعت میں تھے تو والد بزرگوار حضرت بابارحمت علیؒ نے ہندوانہ ظالمیت کی وجہ سے اپنا آبائی وطن خیر آباد کہہ دیا اور گوجرانوالہ میں موضع آروپ آکر سکونت اختیار کرلی۔ یہاں میاں ساگر وارثیؒ نے اپنی تعلیم مکمل کی اور ملازمت کے سلسلے میں کراچی روانہ ہو گئے۔ میاں صاحب بچپن سے ہی بزرگوں کی صحبت کو پسند فرماتے تھے۔ کراچی میں ملازمت کے دوران آپ کی نظر میاں حیرت شاہ وارثیؒ کے چہرہ انور پر پڑی ان سے بیعت ہوئے اور حضور وارث عالم" پناہ کے غلاموں میں شمار ہونے لگے۔آپ میاں حیرت شاہ وارثیؒ کے ساتھ اس طرح سے وابستہ ہوئے کہ تاعمران کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا۔ کئی کئی دن ان کے ساتھ محفلوں میں جاتے اور صبح کو اپنی ملازمت کے کام سرانجام دیتے' تھکاوٹ کا لفظ بھی زبان پر نہ لاتے۔ میاں صاحب اجمیر شریف بھی حاضری دیتے اور دیوی شریف حضور وارث" عالم پناہ کے مزار اقدس پر قافلے لے کر جایا کرتے تھے اور بہت سے بزرگوں کی صحبت

سے فیضیاب ہوئے۔

میاں حیرت شاہ وارثیؒ کی وفات کے بعد میاں صاحب لاہور آگئے اور محفلوں کا سلسلہ اور زور پکڑتا گیا۔ اپنی ملازمت کے دوران میں مختلف کتابیں لکھیں ہیں۔ جن میں خیر الوارثین' مشائخ ہوشیار پور' تذکرہ شعراء وارثیہ اور محبوب الوارثین تو چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں۔

مگر دوسری کتابوں کے ابھی قلمی نسخے موجود ہیں۔ ضیاء الوارثین (حصہ دوم شعرائے وارثیہ)' آثار الوارثین (حالات حضرت خواجہ محمد دیوانؒ چشتی صابری اور بابا رحمت علیؒ چشتی صابری)' مفید الوارثین (المعروف بہ سلسلہ عالیہ وارثیہ میں جمہوریت' یکجہتی اور رواداری)' انور الوارثین (المعروف بہ مشائخ جالندھر) اور سرِ مکنوں' کے مصنف شاہ فقیر اللہ مکیریانی نوشاہی علیہ الرحمۃ کی کتاب کو با اہتمام کیا۔ جب بھی موقع ملا انہیں بھی ضرور چھپوالیا جائے گا۔

بہت کٹھن ہے ڈگر پنگھٹ کی
کیسے میں بھر لاؤں مدھوا سے مٹکی

میاں صاحب کو کتابوں سے بہت لگاؤ تھا۔ جب بھی کوئی نایاب کتاب ہاتھ لگتی اسے جلد کرواکر اپنے پاس محفوظ کر لیتے۔ آپ نے کتابوں کی ایک بہت بڑی تعداد پنجاب یونیورسٹی قائداعظم کیمپس کی لائبریری کو عطیہ دے دی تھیں جو کہ "الوارث کولیکشن" کے نام سے محفوظ ہیں آپ کی یہی خواہش تھی کہ

ان کتب کے مطالعہ سے ہر کوئی مستفیض ہوا انہوں نے وارثی سلسلہ کی توسیع کے لئے ہر ممکن کوشش کی کہ لوگوں میں اس سلسلہ کے بانی اور احرام پوش فقراء کی زندگی کو متعارف کروالیا جائے۔ اس میں کتابوں کا سہارا بھی لیا اور براہ راست بھی کوشش کی۔ آخری ایام میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ "میں نے اپنی زندگی میں بہت کام کیا ہے ملازمت بھی کی' اسی دوران ریسرچ کا بہت کام کیا بزرگوں کی محفلوں میں بھی جایا کرتا تھا اور ان کی خدمت میں ہی زندگی گزاردی۔ بات تو تب ہے کہ میری اولاد بھی میرے اسی لائحہ عمل کو اپنائے اور کچھ کر کے دکھلائے"۔

؎ شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

آپ بزرگوں کے ادب کے معاملے میں بہت ہی محتاط رہے جب بھی کسی محفل میں جاتے تو بزرگوں کے برابر نہیں بیٹھتے تھے۔ بلکہ ایک طرف ہو کر بیٹھتے۔ یہی طریقہ کار اپنے گھر کی محفلوں میں بھی دیکھنے کو ملتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ "اگر کچھ حاصل کرنا چاہتے ہو تو فقراء کا ادب واحترام کرو سب کچھ ان کے قدموں سے ہی ملتا ہے ہم نے اپنی ساری زندگی میں درویشوں سے یہی کچھ سیکھا ہے' مگر آج کل کے مریدین اپنے مرشد کامل کا ادب تو کرتے نہیں اور ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہمیں فقیری مل جائے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اپنے سلسلہ میں آپس میں جھگڑتے رہتے ہیں اور ان میں پیار محبت بالکل ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ حالانکہ وارث عالم پناہ نے تو سلسلہ وارثیہ میں محبت کا درس دیا ہے اور محبت ہی کو بانٹنے کا حکم ملا ہے۔ محبت میں کسی کی ذات پات نہیں دیکھی جاتی اور نہ ہی کوئی خلافت ہوتی ہے۔ جس کسی کو سرکار وارث پاک سے جتنی محبت ہے اس کو اتنا ہی

حصہ ملے گا"۔

پی مورا میں پیو کی پی دن ہیں میں رین

جیسے نجریا ایک ہے اور دیکھت کے دو نین

سلسلہ وارثیہ میں میاں صاحب کی بے شمار خدمات ہیں یہ صرف ان کے ہم عصر یا ہم راز ہی جانتے ہیں۔ اپنے آپ کو کبھی بھی احرام پوش فقراء میں متعارف نہیں کروایا۔ زرد رنگ کا بہت ادب کرتے تھے اسی لئے کبھی زرد رنگ کا رومال بھی گلے میں نہیں ڈالا تھا۔ اور اولاد کو بھی اس سے منع فرماتے رہے۔ کسی کا احسان اپنے ذمہ نہ رکھا اور نہ ہی کسی کو اپنی تکلیف بتاتے تھے۔ آپ کے پیرومرشد میاں حیرت شاہؒ نے فرمایا تھا کہ "ساگر میاں شیر بن کر رہنا ہے" یہی وجہ تھی سچی بات ہمیشہ آدمی کے منہ پر ہی کہہ دیتے۔

آپ کا شروع سے ہی یہ معمول تھا رات کو جلد سونا اور تہجد سے پہلے اٹھ جانا۔ مالک کل کی عبادت اور سرکار دو عالم ﷺ پر درود شریف بھیجتے اور اسی بات کی ہمیں بھی تلقین کرتے۔ ٦ فروری کی رات تکلیف کے باوجود اپنے محبوب کے ذکر میں کمی نہ آنے دی اور مصلے پر بیٹھ گئے۔ مگر تکلیف میں شدت کی وجہ سے صبح ٧ بجے اپنے کمرے سے نکلے اور بیڈ پر آکر لیٹ گئے لیکن پھر بھی گھر والوں کو نہیں بتایا کہ کہیں پریشان نہ ہوں۔ راقم الحروف سے بایاں بازو دبانے کو کہا اور چند باتیں ہوئیں۔ ابھی وہاں سے اٹھا ہی تھا کہ اپنی جان مالک حقیقی کے سپرد کر دی۔

می روی و گریہ می آید مرا

ساعتے بنشیں کہ باراں بگذرد

میاں صاحب کا وصال ۷ فروری ۲۰۰۰ء بروز پیر صبح ۸ بجے ہوا۔ آپ کو شروع سے ہی اپنے والدین سے بہت محبت تھی۔ ان کی یاد کو ہمیشہ دل میں زندہ رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنے والدین کے نام کے نفلی حج بھی ادا کیے۔ ریٹائرڈمنٹ کے بعد اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "چلو یار مکان بیچ کر تمہارے دادا دادی کے پاس چل کر رہیں" مگر ہماری نااہلی کی وجہ سے یہ خواہش ادھوری ہی رہی۔ آپ کی اسی خواہش کے پیش نظر آپ کے جسد خاکی کو گوجرانوالہ موضع آروپ شریف میں والدین کے قدموں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

؎ پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

بعض والدین ایسے خوش نصیب ہوتے ہیں جن کی شہرت کے پیچھے ان کی اولاد کا ہاتھ ہوتا ہے اور بعض اولاد اپنے والدین کی وجہ سے مقبولیت حاصل کرتی ہے۔ ہم انہی میں سے خوش نصیب ہیں کہ ہمیں بھی لوگ والد محترم کی وجہ سے جانتے ہیں۔ گو کہ ہمارے اعمال ان جیسے نہیں۔

؎ تیرے اک نہ ہونے سے ساقیا نہ وہ مے نہ شیشہ و جام ہے
نہ وہ صبح اب مری صبح ہے نہ وہ شام اب میری شام ہے

میاں صاحب کی اولاد میں (تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں) میاں حاجی خالد وارثی، میاں شہزاد ساگر وارثی اور میاں غلام فرید وارثی (راقم الحروف) ہیں۔

مالک کل سے یہ دعا ہے کہ والد صاحب کی تمام وضعداریاں اسی طرح قائم رہیں۔ جس طرح کہ ان کی زندگی میں برقرار تھیں۔ یہ سب کچھ اسی وقت ممکن ہے۔ جب ہمارے سروں پر ہمارے قبلہ پیر و مرشد حضرت فقیر

عزت شاہ وارثی مد ظلہ العالی کی خاص نظر کرم ہو گی۔ ہم نے اس کام کو پورا کرنے کے لئے کسی غیر کے آگے دست دراز نہیں کرنا۔ کیونکہ جن کے وارث زندہ ہوں وہ کسی غیر کے آگے اپنا دامن نہیں پھیلاتے۔ مالکِ کل وارث عالم پناہؒ کے صدقے ہمیں والد صاحب کے نقش قدم پر قائم رکھے آمین!

ہم اوچھے ہر بات کے تم ہو تارن ہار
اپنی ترنی ہم تریں تو کیسے اتریں پار

خاک پائے وارثؒ ارشِ علی
میاں غلام فریدؔ وارثی

نذرانہ عقیدت

میاں عطاء اللہ ساحر ہے سونا نگر، تیرے بغیر
چھا گئی تاریکیاں دیکھا جدھر، تیرے بغیر
نعت سن کر جھوم اٹھتا تھا تیرا دل شوق سے
کون دے گا داد اب تجھ سی مگر، تیرے بغیر
تُو تو جا کے سو گیا ہے نیند میٹھی لحد میں
جی سکیں گے ہم نہ ساحر جی مگر، تیرے بغیر

(رانا مزمل سنزی)

سلام

السلام اے حضرت مخدوم وارث السلام
السلام اے پیر کامل مرشد عالی مقام
السلام اے رہبر راہ مقام احتشام
سب مریدوں کے دلوں میں ہے تمہارا احترام
السلام اے راز دان سرِّ کون و مکاں
السلام اے وارث وجہ ظہور دو جہاں
السلام اے کاروان زندگی کے روح رواں
اے کلید کامرانی واعظ شیریں بیاں
السلام اے صاحب چشم بصیرت السلام
السلام اے دائمی مہر و محبت السلام
السلام اے رہبر راہ ہدایت السلام
السلام اے واقف سرِّ حقیقت السلام
تیرے ساگر وارثی کا دست بستہ السلام
السلام اے وارثِ ہم بے کسوں کا السلام

(میاں ساگر وارثیؒ)
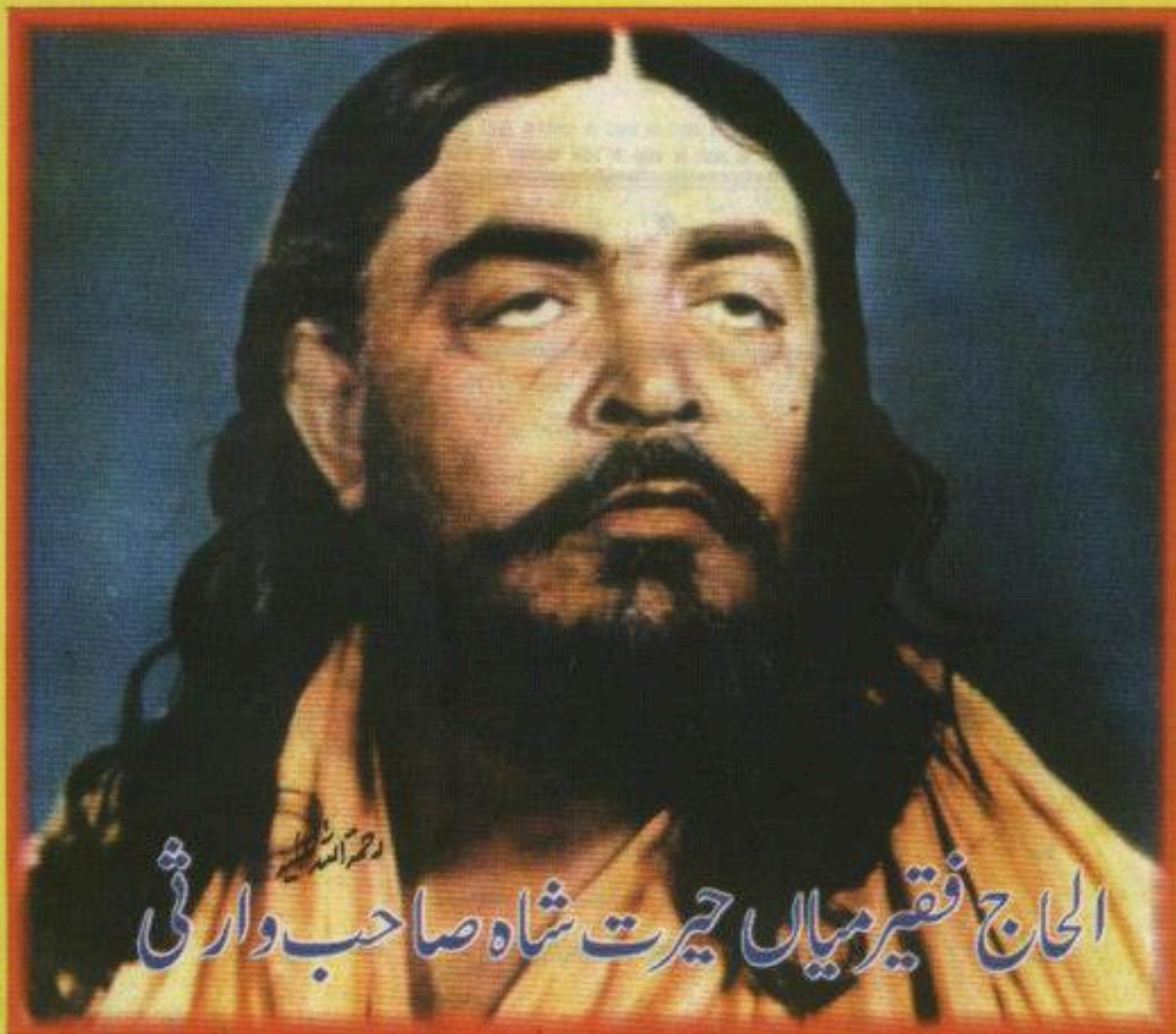
الحاج فقیر میاں حیرت شاہ صاحب وارثی

الحاج میاں عطاءاللہ ساگر وارثی